# امام علی رضا علیہ السلام کے اخلاقی محاسن

درخشاں فاطمہ رضوی ہلوری

اخلاق انسانیت کا ایک اہم ترین رخ ہے جس کی طرف بار بار دین اسلام نے باخبر کیا ہے نیز اخلاق انسانی استوار کرنے کے لیے بڑے اہتمام سے کام لیا ہے۔ قرآن اور حدیثوں کا مطالعہ کرنے والے افراد اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اسلام نے اخلاقیات پر کتنا زور دیا ہے۔ اسلام کی یہ وہ خصوصیت ہے جو اس کو دوسرے تمام ادیان سے نہ صرف ممتاز کرتی ہے بلکہ اس کی بقا کی بھی ضامن ہے۔

جب اخلاق غلط ماحول اور تربیت کی وجہ سے تباہ ہونے لگیں، جب انسانی عادتیں بگڑنے لگیں، اور جب روحانی امراض قوم کی معنویت کو نقصان پہنچانے لگیں اور اخلاقی مفاسد خیر و سعادت پر اثر انداز ہونے لگیں تو عالم دین اور مصلح کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوم کے اخلاقی نقائص کو دور کرے اور انسانی نفس میں جو خلاء اس مرض کی بنا پر پیدا ہو گیا ہے اس کی نشان دہی کرتے ہوئے اس وبائی مرض کو رفع کرے تاکہ وہ فرد قوم کا ایک صالح جزو بن کر ایک ایسا بہترین معاشرہ تشکیل دینے میں مددگار ثابت ہو جو خیر کے راستے کی طرف گامزن ہو جائے۔

یقیناً اسلام ایک فردی اور اجتماعی دین ہے۔ اسلام جس طرح معاشرہ کی سعادت اور اصلاح کی کوشش کرتا ہے اسی طرح وہ فرد کی سعادت اور اصلاح کا بھی ضامن ہے، کیونکہ اصلاحی معاشرہ کے لیے فرد کا صالح ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے دین اسلام نے فرد کی سعادت کا جو اہتمام کیا ہے اس کے دو رخ ہیں۔ اس کا پہلا رخ یہ ہے کہ وہ افراد کی سعادت کا جو اہتمام اس انداز سے کرتا ہے کہ اس پر چل کر ہر فرد ذاتی طور پر منزل کمال تک پہنچ سکے۔ اور دوسرا رخ یہ ہے کہ فرد فقط اپنی ذات تک اس کمال کو محدود نہ رکھے بلکہ ایک صالح معاشرہ بنانے میں مدد و معاون ہو۔ لہٰذا دین اسلام کو ''دین اخلاق'' کہنا نہایت ہی موزوں ہے اور اس کے رہبروں کے لیے بھی لازم ہے کہ ان میں روح اخلاق موجود ہو۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام ان ہی رہبروں میں سے ایک ہیں۔ اخلاقیات امام علی رضاؑ کے لعل و گہر حدیث و اخلاق کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں فقط ڈھونڈنے والی نگاہ

چاہیے ۔یوں تو کوئی مستقل کتاب اخلاق امام رضاؑ کے نام سے نہیں ہے۔ اگر امام رضاؑ کے اخلاقی نقوش کو احادیث کی کتابوں سے یکجا کر دیا جائے تو یہ اخلاقی محاسن کا ایک بہترین گلدستہ بن سکتا ہے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ امام علی رضاؑ کے علاوہ سبھی ائمہ معصومین علیہم السلام اپنے زمانے میں لوگوں کو پاکیزگی نفس،عزت وشرافت کی تعلیم دیتے تھے۔ ہر امامؑ کی زندگی دوسروں کے لیے عملی نمونہ تھی۔ اگر چہ امامت کی بلند و بالا منزلت دوسروں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتی تھی ۔یہ تمام حضرات خدا کے منتخب بندے اور زمین پر اس کی حجت تھےلیکن ان تمام خصوصیات کے باوجود ان حضرات نے کبھی بھی اپنے لیے دربان نہیں رکھااور نہ کبھی لوگوں سے الگ ہوکر تنہائی کی زندگی بسر کی۔ جابر وظالم حکمرانوں کی طرح اپنے لیے کوئی خاص روش انتخاب نہیں فرماتے تھے۔ لوگوں کو ہرگز اپنا غلام نہیں بناتے تھے اور نہ کبھی ان کو ذلیل وخوار کرتے تھے بلکہ ان کی عزت کرتے تھے اور ان کو حریت وآزادی کی تعلیم دیتے تھے۔ابراہیم ابن عباس عرض کرتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام نے کسی پر ظلم کیا ہو، اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ امامؑ نے کسی کی بات تمام ہونے سے پہلے کاٹ دی ہو۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو کبھی رد نہیں کرتے تھے ۔دوسروں کے سامنے پیر نہیں پھیلاتے تھے۔کبھی بھی کسی غلام سے سختی سے بات نہیں کی۔ امامؑ کی ہنسی قہقہہ نہ ہوتی تھی بلکہ مسکراہٹ ہوتی تھی ،جس وقت دسترخوان چنا جاتا تھا اس وقت گھر کے تمام لوگوں کو جمع کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے خادموں کو بھی اپنے دسترخوان پر بٹھاتے تھے اور وہ سب امامؑ کے ہمراہ کھانا کھاتے تھے۔ رات میں جاگتے زیادہ تھے اور سوتے کم تھے ،اکثر اوقات آپ صبح تک بیدار رہتے تھے۔ بہت زیادہ روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے کے تین روزے کبھی ترک نہیں کرتے تھے تین روزوں سے مراد ہر مہینے کا پہلا پنجشنبہ ،درمیانی چہارشنبہ، اور ہر مہینے کا آخری پنجشنبہ۔ان روزوں کے بارے میں ائمہ معصومینؑ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ ہر مہینے ان تین دنوں میں روزہ رکھے وہ اس شخص کے مانند ہے جو سال بھر روزہ رکھے مخفی طور سے زیادہ کارخیر کرتے تھے اور زیادہ کارخیر میں رقم خرچ فرماتے تھے اور اکثر رات کی تاریکی میں پوشیدہ طور سے فقیروں کی امداد کرتے تھے۔[۱]

محمد بن ابی عباد کہتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ گرمیوں کے موسم میں چٹائی اور جاڑے کے موسم میں روئی کے بستر پر آرام کرتے تھے۔اسی طرح امامؑ گھر میں موٹا لباس زیب تن فرماتے تھے لیکن جب آپ کسی اجتماع میں شرکت فرماتے تھے تو عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور اپنے کو

سنوارتے تھے۔ ۲

امام رضاؑ کے گھر میں ایک شخص شب میں مہمان ہوا۔گفتگو کے دوران چراغ میں کچھ خرابی ہوگئی۔مہمان نے ہاتھ بڑھا کر چراغ کو ٹھیک کرنے کا ارادہ کیا۔امامؑ نے اس کام سے مہمان کو روک دیا اور خود ہی اپنے ہاتھوں کے ذریعے چراغ کو ٹھیک کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہم ایک ایسے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے مہمانوں سے کام نہیں لیتے ہیں۔ ۳

امام رضاؑ غسل کرنے کے لیے حمام تشریف لے گئے ،وہاں ایک شخص جسے امام کی معرفت نہیں تھی، اس نے امام سے کمر ملنے کو کہا ۔امام نے اس کام کو انجام دیا ،مگر جب دوسرے لوگوں کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت امام رضا علیہ السلام ہیں۔ تو وہ بہت پریشان ہوا اور شرمندہ ہوکر امام سے معذرت چاہنے لگا۔لیکن امامؑ اسی طرح اپنے کام میں مشغول رہے اور اس کو دلاسہ دیتے رہے کہ کوئی بات نہیں۔ ۴

ایک شخص نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ قسم خدا کی ،اس روئے زمین پر کوئی بھی عزت و شرافت میں آپ کے آباؤ اجداد کے برابر نہیں ہے۔امامؑ نے فرمایا: تقویٰ اور پرہیزگاری نے انہیں شرافت عطا کی اور خداوند عالم نے انہیں باعزت قرار دیا۔ ۵

شہر بلخ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں خراسان کے سفر میں امام رضاؑ کے ہمراہ تھا۔ایک دن دسترخوان بچھا ہوا تھا، امامؑ نے اپنے تمام خادموں کو اس دسترخوان پر جمع کر لیا تھا یہاں تک کہ سیاہ فام غلام بھی اس دسترخوان میں شریک تھے تاکہ سب امام کے ساتھ کھانا کھائیں۔میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ لوگوں کے لیے دوسرا دسترخوان بچھا دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔امامؑ نے فرمایا: خاموش رہو! سب کا پروردگار ایک ہے، سب کے والدین ایک ہیں یعنی سب ہی حضرت آدمؑ وحوا کی اولاد ہیں اور ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملیگا۔ ۶

امام رضا علیہ السلام کے ایک خادم جس کا نام یاسر ہے وہ کہتے ہیں کہ امام رضاؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر میں تمہارے سرہانے کھڑا ہوں، اور تم کو کسی کام کے لیے بلاؤں ،اور جس وقت تم لوگ کھانا کھانے میں مشغول رہا کرو ،تو کھانا تمام کیے بغیر مت اٹھا کرو، یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ امامؑ ہم لوگوں کو بلاتے تھے اور ہم کہہ دیتے تھے کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں تو اس وقت امامؑ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو کھانا کھانے دو۔ ۷

ایک غریب امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور آپ کے آباو اجداد کو دوست رکھتا ہوں۔اور میں حج کر کے واپس آ رہا ہوں، اور اس وقت گھر پہنچنے کے لیے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔لہٰذا آپ اس قدر رقم مرحمت فرمادیں کہ میں گھر پہنچ جاؤں۔اپنی معینہ جگہ پہنچنے کے بعد آپ کی طرف سے فقیروں میں آپ کی دی ہوئی رقم کے برابر تقسیم کردوں گا۔میں فقیر نہیں ہوں راستے میں سفر کے دوران مفلس ہوگیا ہوں۔امامؑ اس شخص کی حاجت کو پوری کرنے کے لیے دوسرے کمرے میں جاکر دو سو دینار لائے اور اس شخص کو دروازے کے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارے سفر کا خرچ ہے، اس سے برکت حاصل کرو۔اور تمہیں میری طرف سے مذکورہ رقم کے برابر فقراء میں تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وہ شخص دینار لے کر چلا گیا۔امامؑ پھر اپنی پہلی جگہ تشریف لائے۔اس وقت لوگوں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ نے یہ طریقہ کیوں اختیار فرمایا کہ وہ شخص دینار لیتے وقت آپ کو نہ دیکھ سکے؟ امامؑ نے فرمایا: تاکہ سوال کرنے کی شرمندگی اس کے چہرے پر نہ دیکھ سکوں۔

سلیمان جعفری جو امامؑ کے صحابی ہیں،وہ کہتے ہیں کہ میں بعض امور کے سلسلے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تھا۔جب میرا کام ختم ہوگیا میں نے چاہا کہ امامؑ سے اجازت لوں اور چلوں۔امامؑ نے فرمایا کہ ''آج کی شب تم ہمارے پاس رہو'' غروب آفتاب کا وقت تھا کہ امام رضاؑ کے ساتھ امامؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔امامؑ کے خادم گھر کی تعمیر میں مشغول تھے۔امامؑ نے ان کے درمیان ایک نئے شخص کو دیکھا اور سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ غلاموں نے کہا: یہ ہماری مدد کر رہا ہے ہم اسے کچھ دیں گے۔امامؑ نے فرمایا کہ تم نے اس کی مزدوری معین کی ہے؟ غلاموں نے کہا کہ جو کچھ بھی دیں گے اسے قبول کر لے گا۔یہ سن کر امامؑ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور غصے کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر نمایاں ہو گئے۔میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔آپ اپنے کو اتنا زیادہ پریشان نہ کیجیے۔

امام رضاؑ نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ کسی سے بھی اس کی مزدوری معین کیے بغیر کوئی کام نہ لیں۔اگر کوئی شخص مزدوری طے کیے بغیر کوئی کام انجام دے گا تو اگر تم اس کو مزدوری کے تین گنا برابر بھی مزدوری دوگے تب بھی وہ یہی خیال کرے گا کہ اس کو مزدوری کم ملی ہے لیکن اگر مزدوری طے کرنے کے بعد اس سے کام لوگے اور اس کو وہی طے شدہ مزدوری دوگے تو وہ خوش رہے

گا کہ اس کو کچھ کم نہیں ملا ہے بلکہ مقرر کردہ رقم کے مطابق مزدوری ملی ہے۔ اور اگر طے شدہ مزدوری سے ذرا زیادہ دوگے تو چاہے وہ اضافہ رقم کم ہی کیوں نہ ہو وہ زیادہ خوشحال ہوگا اور تمہارا شکریہ بھی ادا کرے گا۔۸

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی جو امام رضاؑ کے بزرگ صحابی تھے ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام رضاؑ کے تین اور اصحاب کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم ایک مدت امامؑ کی خدمت میں رہے ۔ جب ہم لوگ واپس جا رہے تھے تو امامؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا

کہ اے احمد تم بیٹھے رہو۔ میرے ساتھی امامؑ کی خدمت سے رخصت ہوگئے اور میں امامؑ کی خدمت میں بیٹھا رہا۔میرے ذہن میں جو سوالات تھے وہ میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیے اور امامؑ نے ان سب کے جوابات مرحمت فرمائے۔اس وقت رات کا کافی حصہ گذر چکا تھا ،میں نے چاہا کہ میں امامؑ سے اجازت لیکر رخصت ہوجاؤں۔امامؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اس وقت جاؤگے یا ہمارے پاس رہوگے۔

میں نے کہا: جیسا آپ حکم فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہیں رہ جاؤ۔اور یہ ہے بستر۔ امامؑ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ میں شوق کے سجدے میں گر گیا اور سجدے میں کہنے لگا ،خدایا تیرا شکر ہے ، تیری حجت علوم انبیاء کے وارث نے ان تمام لوگوں میں مجھ سے اتنا زیادہ اظہار محبت فرمایا ہے۔ابھی میں سجدے ہی میں تھا کہ میں نے محسوس کیا کہ امامؑ میرے کمرے میں واپس تشریف لے آئے ہیں ۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ امامؑ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دبایا اور فرمایا: اے احمد! امیرالمومنین علیہ السلام صعصعۃ بن صوحان ،جو مولائے کائنات کے نزدیک ترین افراد میں سے تھے،کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب امیر المومنینؑ واپس آنے لگے تو فرمایا اے صعصعۃ ! میں تمہاری عیادت کے لیے آیا ہوں تو اس سے اپنے دوسرے بھائیوں پر فخر نہ کرنا۔ میری عیادت اس بات کا سبب قرار نہ پائے کہ تم اپنے کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگو۔ خدا کا خوف کرو اور پرہیزگار بنو۔ خدا کے لیے تواضع اور انکساری کرو تا کہ وہ تمہیں بلندی اور عظمت عطا کرے۔۹

امام علی رضا علیہ السلام نے اپنی اس گفتگو وعمل سے یہ نصیحت کی کہ کوئی چیز بھی تربیت نفس اور پاکیزگیٔ اخلاق سے بہتر نہیں ہے۔کوئی بھی امتیازی حیثیت غرور اور تکبر کا سبب نہ بننے پائے۔ یہاں تک کہ امام علیہ السلام سے نزدیکی اور ان کا قرب بھی اس بات کا سبب نہ ہو کہ انسان اس کی

وجہ سے دوسروں پر فخر و مباہات کرے اور اپنے میں برتری کا احساس کرنے لگے۔

یہ اللہ کا حسان و کرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لیے دین اسلام کو منتخب فرمایا ۔ یہ دین دنیا و آخرت دونوں ہی میں کامیابی کا ضامن ہے۔لہٰذا بندوں پر واجب ہے کہ وہ برے اخلاق کا مقابلہ کریں، اس لیے کہ برے اخلاق پر باقی رہنا اسلامی تقدس کے خلاف ہے۔ امام علی رضا علم و دانش کی ترقی اور اخلاقی محاسن و معارف اسلامی کی ترویج کی طرف بہت زیادہ توجہ مبذول فرماتے تھے،اس انداز سے کہ آپ کی پرُفیض و پرُکشش مجلس شاگردوں اور طالبان علوم کی کثرت سے ہمیشہ موجزن رہتی تھی اور مختلف مذاہب وعقائد کے پیشواؤں اور مختلف جماعتوں کے فکری رہبروں سے امام علی رضاؑ کے مناظروں اور مباحثوں کے پرُجوش جلسے مشہور و معروف ہیں۔ دنیا کے ہر خطے اور ہر علاقے سے مختلف ادیان و مذاہب کے مشہور و نامور علماء مرکز خلافت کی طرف آتے اور امام عالی مقام سے بحث و مباحثے کرتے۔امام علی رضاؑ ان مذاہب و ادیان کے علماء و صاحبان نظر کے سامنے دین اسلام کے حقائق کی تشریح و توضیح فرمایا کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی تمام فرقے کے لوگ امام علی رضاؑ کی علمی و روحانی و اخلاقی عظمت و منزلت کے معترف ہیں ۔اور امام رضاؑ کا روضہ مدتوں سے چاہنے والوں کی زیارت گاہ ہے۔

**حوالے:**


۱۔اعلام الوریٰ،ص ۳۱۴

۲۔اعلام الوریٰ،ص ۳۱۵

۳۔کافی ،جلد ۶ ،ص ۲۸۳

۴۔مناقب، ج/ ۴،ص ۳۶۲

۵۔عیون اخبار الرضا،ج/ ۲،ص ۱۷۴

۶۔کافی ، ج/ ۸،ص ۲۳۰

۷۔کافی ، ج/ ۶،ص ۲۹۸

۸۔کافی ، ج/ ۵،ص ۲۸۸

۹۔معجم رجال الحدیث ، ج/ ۲ ،ص ۲۳۷۔ رجال کشی ،ص ۵۸۸